الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) اصل سوال کا جواب لکھنے سے پہلے بطور تمہید چند باتیں بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات کے مطابق غیر معذور مرد و عورت کے واسطے اپنی رمی خود کرنا واجب ہے اور بذریعہ نائب رمی کرانا ناجائز ہے جبکہ معذور کے واسطے بذریعہ نائب رمی جائز ہے۔

لیکن کتب فقہ میں عام طور پر فقہاء کرام رحمہم اللہ کی اس سلسلے میں جو عبارات ملتی ہیں ان سے واضح ہے کہ محض ہجوم و ازدحام / خوفِ ازدحام یا معمولی نوعیت کی بیماری و کمزوری شرعا معتبر عذر نہیں اس لئے محض ہجوم و ازدحام یا اسطرح کے دیگر معمولی اعذار کے باعث رمی میں نیابت جائز نہیں بلکہ نیابت جائز ہونے کے واسطے ایسا عذر لاحق ہونا شرط ہے جو شرعا معتبر ہو، فقہاء کرام رحمہم اللہ کی مختلف عبارات سے مجموعی طور پر رمی میں نیابت جائز ہونے کی درج ذیل صورتیں سمجھ آتی ہیں۔

(الف) بے ہوش، مجنون اور چھوٹے ناسمجھ بچے مطلقا معذور ہیں اور انکی طرف سے نیابۃً رمی کرنا بہرحال جائز ہے خواہ وہ رمی کرنے کے واسطے نائب کو متعین کریں یا نہ کریں۔

فی مناسك ملا علی القاری فی باب رمی الجمار: صفحۃ ۲۴۷

"الخامس ان یرمي بنفسه فلا تجوز النیابة عند القدرة وتجوز عند العذرفلو رمی عن مریض أی لا یستطیع الرمی بأمره أو مغمی علیه ولو بغیر أمره أو صبی غیر ممیز أو مجنون جاز والأفضل أن توضع الحصی فی أكفهم فیرمونها الخ"

وفی غنیة الناسك: ۱۸۷

"السادس (من شرائط الرمی) أن یرمی بنفسه، فلاتجوز النیابةفیه عندالقدرة، وتجوزعند العذر فلو رمیٰعن مریض بأمره، أو مغمی علیه، ولو بغیر أمره أوصبی أومعتوه أومجنون جاز الخ"

Scanned by CamScanner

[illegible]

في غنية الناسك ص ۱۸۷

"وحد المريض أن يصير بحيث يصلي جالساً لأنه لا يستطيع الرمي راكباً ولا محمولاً إلا أنه تعذر عليه الرمي أو يلحقه بالرمي ضرر فلا، كان مريض له قدرة على حضور المرمى محمولاً ويستطيع الرمي كذلك من غير أن يلحقه ألم شديد ولا يخاف زيادة المرض ولا بطء البرء لا تجوز النيابة عنه اه"

وفي مناسك ملا علي القاري ص ٢٣٨

"ثم المريض ليس على إطلاقه ففي الحاوي عن المنتقى عن محمد إذا كان المريض بحيث يصلي جالساً رمي عنه ولا شيء عليه انتهى ولعل وجهه أنه إذا كان يصلي قائماً فله القدرة على حضور المرمى راكباً أو محمولاً فلا تجوز النيابة عنه اه"

[illegible] ۱۸۷ [illegible]

"جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے اگر وہ آنے میں مرض بڑھ جانے کا اندیشہ یا تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے"

(ج) جو شخص بیماری یا کمزوری کے باعث پیدل چلنے پر قدرت نہیں رکھتا ہو اور سواری ملتی نہیں یا میسر نہیں اور نہ کوئی اٹھانے والا موجود ہو جو اسے اٹھا کر جمرات تک لے جائے تو ایسی صورت میں یہ شخص بھی شرعاً معذور ہے اور اپنی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بنا کر اپنی رمی کرا سکتا ہے اگرچہ یہ شخص بذات خود کنکری پھینکنے کی طاقت بھی رکھتا ہو؛ کیونکہ یہ صورت بھی استطاعت وقدرت نہ ہونے کی ہے۔

كما في غنية الناسك:١٨٧

"فإن كان مريض له قدرة على حضور المرمى محمولا (إلى قوله) لا يجوز النيابة عنه إلا أن لا يجد من يحمله"

نیز وہ صفحہ نمبر ۱۸۹ میں فتح وہاب کے حوالے سے لکھا ہے:

"اگر سواری یا اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے اور معذور دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے"

(د) جو شخص کسی بیماری وغیرہ کے باعث کنکری پکڑنے یا کنکری پکڑ کر خود مارنے کی طاقت نہیں رکھتا خواہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت بھی ہو یا ہوش وحواس میں بھی ہو تو شرعاً ایسا شخص بھی معذور ہے اور اپنی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بنا کر اپنی رمی کرا سکتا ہے کیونکہ یہ بھی بذات خود رمی کی استطاعت نہ ہونے ہی کی ایک صورت ہے۔

اس تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تصریحات کی رو سے محض خوف زحام یا معمولی نوعیت کی بیماری یا کمزوری رمی میں نیابت جائز ہونے کے واسطے عذر معتبر نہیں نہ خواتین کے لئے اور نہ ضعیف العمر مرد کے لئے اسلئے ہجوم وازدحام کے باوجود یا معمولی نوعیت کی بیماری وکمزوری کے باوجود اگر حاجی پیدل یا سواری پہ جا کر رمی کر سکتا

Scanned by CamScanner

ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی رمی خود کرے؛ کیونکہ از خود رمی کرنے کی قدرت کے باوجود اگر کوئی شخص بذریعہ نائب رمی کرائیگا تو گناہ گار بھی ہوگا اور اس پر دم بھی واجب ہوگا۔

سوال میں بیان کردہ تفصیل کی رو سے دور حاضر میں حجاج کرام کی کثرت اور جمرات پر دن رات بے انتہاء رش اور ہجوم کے باعث اگر صورتِ حال یہ ہو کہ بیمار مرد و عورتیں، بوڑھی و حاملہ عورتیں اور ضعیف العمر لوگ اگرچہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہوں یا اگرچہ جمرات تک پہنچنے پر بھی قادر ہو جائیں لیکن رمی کرنے کی جگہ پر کثرتِ حجاج کے باعث رش اور ہجوم اس قدر ہو کہ خود رمی کرنے پر انہیں قدرت نہ ہو یا جان کا خطرہ ہو، یا کسی وقت ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ بیمار، کمزور، ضعیف العمر لوگوں اور بوڑھی یا حاملہ خواتین کے واسطے رات کے وقت رمی کرنے میں بھی جان لیوا حادثہ سے دوچار ہو جانے کا قوی خطرہ ہو (محض شبہ نہ ہو) یا ہجوم و ازدحام کے باعث جمرات تک پہنچنا ہی انکے واسطے ممکن نہ ہو نہ پیدل نہ بذریعہ سواری، یا بیماری، کمزوری یا ضعیف العمری کی وجہ سے جمرات تک پہنچنے میں سخت مشقت کے علاوہ ضعیف العمر کے کچل جانے کا ظنِ غالب ہو یا بیمار کی بیماری بڑھ جانے یا حاملہ خاتون کو یا اسکے حمل کو ناقابل تلافی نقصان کا ظنِ غالب ہو تو ایسی صورت میں انکے واسطے بذریعہ نائب رمی کرانے کی گنجائش ہے کیونکہ یہ صورت بھی بہ ذاتِ خود رمی کرنے پر قادر نہ ہونے یا عدم استطاعت رمی بنفسہ کی ہے اور بتصریح فقہاء عدم استطاعت کی صورت میں رمی میں نیابت جائز ہے

فی المبسوط للسرخسی:۴/۶۹" قال والمريض الذي لا يستطيع رمي الجمار يوضع الحصى في كفه حتى يرمي به لأنه فيما يعجز عنه يستعين بغيره وإن رمى عنه أجزأه بمنزلة المغمى عليه فإن النيابة تجري في النسك كما في الذبح"

وفی المبسوط للشیبانی:۲/۴۲۹

" والرجل والمرأة في رمي الجمار سواء وإن رماها راكبا أجزاه والمريض الذي لا يستطيع رمي الجمار يوضع الحصى في كفه حتى يرمي به وإن رمى عنه أجزاه وكذلك المغمى عليه"

Scanned by CamScanner

وفي بدائع الصنائع:٢/١٣٧

"كالمريض الذي لايستطيع الرمي فيوضع الحصى في كفه فيرمى بها أو رمى عنه غيره لأن أفعال الحج تجري فيها النيابة كالطواف والوقوف بعرفة ومزدلفة والله أعلم"

وفي البحر الرائق:٢/٣٨١

" وأن المريض الذي لا يستطيع الرمي توضع الحصاة في كفه ليرمي به أو يرمي عنه غيره بأمره"

وقال العلامة السعدي في فتاواه:١/٢٢٣

"ومن كان مريضارمي عنه ثم أتى رحله ويذبح هديه ثم يحلق رأسه او يقصر وتأخذ المرأة من جوانب رأسها قدر الانملة"

نیز علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ ،علامہ شامی رحمہ اللہ اور صاحب غنیہ سمیت بہت سے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ جن قدرتی اعذار کے باعث واجبات حج کوترک کرنا مباح ہے انمیں غیر معمولی تعب اور مشقت یا خوف ہلاکت بھی ہے لھٰذا ہجوم و ازدحام اگرچہ رمی جمار میں عذر معتبر نہیں ہے لیکن کثرت حجاج اور ہجوم وازدحام کی وجہ سے اگر مذکورہ صدر لوگوں کو بہ ذاتِ خود رمی کرنے میں غیر معمولی مشقت و حرج یا خوف ہلاکت اور جان جانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں بذریعہ نائب رمی کرانے کی گنجائش ہے۔

في الشامية:٢/٥٥٧

"وأما ترك شيء من الواجبات بعذر فإنه لا شيء فيه على ما مر أول الباب عن اللباب وفيه ومن الأعذار الحمى والبرد والجرح والقرح والصداع والشقيقة والقمل ولا يشترط دوام العلة ولا أداؤها إلى التلف بل وجودها مع تعب ومشقة يبيح ذلك وأما الخطأ والنسيان والإغماء والإكراه والنوم وعدم القدرة على الكفارة فليست بأعذار في حق التخيير ولو ارتكب المحظور بغير عذر فواجبه الدم عينا أو الصدقة فلا يجوز عن الدم طعام أو صيام ولا عن الصدقة صيام فإن تعذر عليه ذلك بقي في ذمته اه وما في الظهيرية من أنه إن عجز عن الدم صام ثلاثة أيام ضعيف كما في البحر

دارالافتاء

Scanned by CamScanner

[illegible] حوف الهلاك ولعل المراد بالخوف الظن لا مجرد الوهم فتحرر.

[illegible] على الحي يشترط أن لا يتعدى موضع الضرورة فيعصي

[illegible] إن اندفعت الضرورة بها وحينئذ فلف العمامة عليها موجب

[illegible]

[illegible] ٢٢٧

[illegible] والبرد الشديد والحر كذلك والجرح والقرح والصداع والشقيقة

[illegible] في شعر رأسه والاحتجام ولا يشترط دوام العلة ولا أداؤها إلى التلف

[illegible] ومشقة يبيح ذلك"

[illegible] ٢٤١

[illegible] والبرد الشديد والحر كذلك والجرح والقرح والصداع

[illegible] في شعر رأسه والاحتجام ولا يشترط دوام العلة ولا أداؤها

[illegible] مع تعب ومشقة يبيح ذلك (لباب)وغيره من الأعذار خوف

[illegible] ولبس السلاح للقتال (فتح و حاشية)ولعل المراد بالخوف

[illegible] فإذا غلب على ظنه هلاكه أو مرضه من البرد جاز له التغطية

[illegible]

[illegible] ٢/١٣٤

[illegible] لعذر فلا شيء عليه وإن تركه لغير عذر لزمه دم لأن هذا

[illegible] في هذا الباب"(راجع أيضا:فتح القدير:٢/٤٦٧)

[illegible] ٢/٥٥٣

[illegible] وهذا حكم ترك الواجب في هذا الباب اه أي أنه إن تركه

[illegible] وإن بعذر فلا شيء عليه مطلقا وقيل فيما ورد به النص فقط وهذا

[illegible] كاللبس والطيب فإنه يلزمه موجبه ولو بعذر كما قدمناه

[illegible]

Scanned by CamScanner

زبدۃ المناسک: صفحہ نمبر ۳۸۳ میں ہے:

"اور جو کوئی کسی واجب کو ترک کردے بے عذر تو دم دے اور اگر عذر سے چھوڑے تو کچھ دینا نہیں آتا"

پھر صفحہ نمبر ۳۸۴ میں محظورات احرام کے ارتکاب کے سلسلے میں مختلف احکام بیان کرتے ہوئے عذر کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی:

"اور عذر یہ ہیں: بخار اور سردی اور زخم اور درد اور جوئیں، اور مرض کا ہمیشہ رہنا یا ہلاکت تک پہنچانا شرط نہیں بلکہ عذر ہونے کو مشقت اور تکلیف کا ہونا کافی ہے"

(۲) جن لوگوں کے واسطے نیابۃً رمی کرانا جائز ہے وہ اگر حالتِ عذر میں بذریعہ نائب اپنی رمی کرالیں یا جن لوگوں کی طرف سے انکی اجازت و حکم کے بغیر بھی نیابۃً رمی کرلینا جائز ہے اگر نائب نے انکی طرف سے رمی کرلی اور پھر وقت رمی گزرنے سے پہلے پہلے انکا عذر زائل ہوجائے تو بھی ان دونوں صورتوں میں انکی رمی ہوگئی اب عذر زائل ہونے کے بعد دوبارہ بہ ذات خود رمی کرنا ان پر لازم نہیں۔

زبدہ صفحہ نمبر ۱۸۶ میں لباب کے حوالے سے لکھا ہے:

"اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت میں زائل ہوگیا تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں"

پھر صفحہ نمبر ۱۸۷ میں بے ہوش، ناسمجھ بچے اور مجنون کے بارے لکھتے ہیں:

"یا خود نائب انکی طرف سے ماردے تو جائز ہے، اگرچہ مریض ہوش میں ہو لیکن خود مارنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس طرح بعد میں رمی کا لوٹانا یا فدیہ دینا کچھ نہیں ہے کیونکہ ان شخصوں کی طرف سے نیابت جائز ہے"

وفی مناسك ملا علی القاری: ۲۴۸

"أو يرمى عنهم ويجزيهم ذالك ولا يعاد ولا فدية عليهم وان لم يرموا الا المريض انتهى"

فی كتاب الحجة: ۴۱۷/۲

"اخبرنا محمد عن أبي حنيفة في المريض والصبي لا يستطيع الرمي قالوا يرمى عنه ولا شيء عليه وان صح المريض في ايام الرمي بعد ما رمى عنه فلا باس وقال أهل المدينة في الصبي والمريض الذي لا يستطيع الرمي قالوا يرمى عنه ويتحرى المريض حين يرمي عنه فيكبر وهو في منزله ويهريق دما فان صح المريض في أيام منى رمى الرمي الذي رمي عنه

Scanned by CamScanner

واهدى قال محمد وما له يهريق دما وقد رمي عنه فقد اجزاه ذلك لا دم عليه وقالوا أيضا فإن صح في ايام الرمي بعد ما رمي عنه رمي الذي رمى عنه وأهدى فهو ايضا ليس بشيء ارأيتم رجلا لم يجد الماء فتيمم وصلى ثم وجد الماء أعليه ان يتوضأ ويعيد الصلاة ارأيتم رجلا مريضا لا يستطيع الركوع والسجود ولا القيام صلى جالسا بإيماء ثم قدر على الركوع والسجود والقيام قبل خروج الوقت أيجب عليه الاعادة وقد فرغ من الصلاة ارأيتم رجلا احرم بالحج فأغمي عليه يوم عرفة فوقف به حتى غابت الشمس ثم أفيض به الى المزدلفة فأفاق بها في تلك الليلة اينبغي له ان يرجع حتى يقف بعرفة الخ"

(۳) معذور کے واسطے رمی جمار کو بالکلیہ ترک کرنے کی گنجائش وجواز کے لئے سوال میں جو نظیریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی نظیر اس پر منطبق نہیں ہوتی اور نہ ان میں سے کسی پر قیاس کر کے معذورین کے واسطے رمی جمار کو بالکلیہ ترک کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ عورتوں اور ضعیفوں کے واسطے ترکِ وقوفِ مزدلفہ اور حائضہ کے واسطے ترک طوافِ وداع کی رخصت تو خود منصوص ہے، جبکہ ترک رمی کی رخصت کے لئے کوئی نص نہیں ہے لھذا وقوف مزدلفہ اور طواف وداع کی رخصت پر قیاس کر کے ترک رمی کی اجازت ورخصت درست معلوم نہیں ہوتی "زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک "صفحہ: ۲۱۵/ ۲۱۴ میں "انتباہ ضروری" کے عنوان سے ایک رسالہ بنام "حسن المقال فی الرمی قبل الزوال" پر ایک بہت ہی مفید اور نہایت عمدہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت مولف قدس اللہ سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔۔۔۔۔اور عورتوں اور ضعیفوں کے لئے رات تک تاخیر کر کے رمی کرنا بلا کراہت جائز لکھا ہے، جب ان کے لئے وسعتِ وقت رکھی گئی تو بس اسکے بعد ہم کو اختیار نہیں ہے کہ اپنے اجتہاد سے ان ضعیفوں اور عورتوں کے لئے رمی میں مزدلفہ کی رخصت منصوصہ پر قیاس کر کے ترک یا قبل وقت ادا کرنے کا حکم دیں، کیونکہ رخصت مزدلفہ تو منصوص ہے پھر اس پر قیاس غیر منصوص کو کرنا بعید از تدبر ہے"

Scanned by CamScanner

جہاں تک سوال میں بیان کردہ معذورین کے واسطے بذات خود رمی کرنے میں مختلف نوعیت کی مشقت، پریشانیوں اور بوقت رمی بے انتہاء رش وازدحام کے باعث حادثات اور جانی نقصان کے خطرے کا ذکر ہے تو یہ ایسا عذر ہے جس کا تدارک وازالہ بذریعہ نائب رمی کرا کر کیا جاسکتا ہے اس لئے ایسے لوگ رمی جمار کو بالکلیہ ترک کرنے کے حق میں معذور نہیں ہیں کیونکہ ضرورت کی بناپر شرعاً جن امور میں کچھ رخصت ہوتی ہے وہ ہمیشہ بقدر ضرورت ہوا کرتی ہے، اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے عذر کے باعث جنایت کے ارتکاب کے سلسلے میں اس بات کی صراحت فرمائی کہ لازم ہے کہ موضع ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ جیسا کہ زبدۃ المناسک صفحہ ۳۸۵ میں ہے:

"اگر کوئی عذر سے کچھ محذور کرے تو لازم ہے موضع ضرورت سے تجاوز نہ کرے مثلاً جو ٹوپی سے دفع ضرورت ہو عمامہ نہ باندھے الخ"

وفی الشامیة:۲/۵۵۷

"ومن الأعذار خوف الهلاك ولعل المراد بالخوف الظن لا مجرد الوهم فتجوز التغطية والستر إن غلب على ظنه لكن بشرط أن لا يتعدى موضع الضرورة فيغطي رأسه بالقلنسوة فقط إن اندفعت الضرورة بها و حينئذ فلف العمامة عليها موجب للدم أوالصدقة اه قلت يعني إذا كانت نازلة عن الرأس بحيث تغطي ربعا مما تحرم تغطيته الخ"

وفی البحر الرائق:۳/۱٤

"وفسر العذر المبيح كما ذكره قاضيخان في فتاواه بخوف الهلاك من البرد والمرض أو لبس السلاح للقتال وهكذا في الظهيرية وفتح القدير ولعل المراد بالخوف الظن لا مجرد الوهم فإذا غلب على ظنه هلاكه أو مرضه من البرد جاز له تغطية رأسه مثلا أو ستر بدنه بالمحيط لكن بشرط أن لايتعدى موضع الضرورة فيغطى رأسه بالقلنسوة فقط إذا اندفعت الضرورة بها وحينئذ فلف العمامة عليها حرام موجب للدم أو الصدقة كما قدمنا وكذا إذا اندفعت الضرورة بلبس جبة فلبس جبتين فإنه يكون آثما إلا أنه لا دم عليه حيث كان اللبس على موضع الضرورة إنما يلزمه كفارة مخيرة كما قدمناه"

Scanned by CamScanner

معلوم ہوا کہ رخصت بقدر عذر و بقدر ضرورت ہوا کرتی ہے اور یہاں چونکہ مذکورہ ضرورت بذریعہ نائب رمی کرا لینے سے پوری ہو جاتی ہے اس لئے ان معذورین کے واسطے بالکلیہ ترک رمی کی اجازت نہیں ہو سکتی ہے۔

تاہم فقہاء کرام رحمہم اللہ کی مختلف عبارات سے ترک رمی جمار کی بعض صورتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ ان میں اگر کسی سے کسی ایسے عذر کی بناء پر جو من قبل العباد (بندے کی طرف سے) نہ ہو، رمی جمار بالکلیہ ترک ہو جائے تو اس ترک پر کوئی جزا (دم وغیرہ) واجب نہ ہو۔

(الف) ناسمجھ بچے اور مجنون جو شرعاً غیر مکلف ہیں اور نائب بنانے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں، اگر وہ رمی جمار کو بالکلیہ ترک کر دیں یعنی نہ وہ بہ ذات خود رمی کریں اور نہ ہی انکی طرف سے کوئی دوسرا شخص نیابۃً انکی رمی ادا کرے تو بھی ان پر کوئی جزا واجب نہیں۔

فی المبسوط للسرخسی: ٦٩/٤

"(قال)والصبي الذي يحج به أبوه يقضي المناسك ويرمي الجمار لأنه يأتي به للتخلق حتى يتيسر له بعد البلوغ فيؤمر به بمثل ما يؤمر به البالغ وإن ترك الرمي لم يكن عليه شيء وكذلك المجنون يحرم عنه أبوه لأن فعلهما للتخلق فلا يكون واجبا إذ ليس للأب عليهما ولاية الإيجاب فيمالامنفعة لهما فيه عاجلا وهذا لا يجب الدم بترك الرمي عليهما وهو معتبر بالكفارات ولايجب شيء منها على الصبي والمجنون عندنا والأصل في جواز الرمي هذا ما روي عن رسول الله أن امرأة رفعت صبيا من هودجها إليه فقالت ألهذا حج فقال نعم ولك أجره فدل ذلك على أنه يجوز للأب أن يحرم عن ولده الصغير والمجنون بمنزلة الصغير والله أعلم بالصواب"

وفی المبسوط للشیبانی: ٤٢٩/٢

"وكذلك المغمى عليه والصبي الذي يحج به أبوه يقضي المناسك ويرمي الجمار وإن تركه لم يكن عليه شيء وكذلك المجنون يحرم عنه أبوه الخ"

وفی البحر الرائق: ٣٨١/٢

Scanned by CamScanner

" وذكر في المحيط أن استئجار المريض من يحمله ويطوف به صحيح وله الأجرة إذا طاف به وأن المريض الذي لا يستطيع الرمي توضع الحصاة في كفه ليرمي به أو يرمي عنه غيره بأمره ودل كلامه أن للأب أن يحرم عن ولده الصغير والمجنون ويقضي المناسك كلها بالأول ولو ترك رمي الجمار أو الوقوف بالمزدلفة لا يلزمه شيء كذا في المحيط "

زبدۃ المناسک صفحہ ۲۳۲ میں ہے:

"دوسرا یہ کہ جو مجنون حالت جنون میں خود احرام باندھے تو اس کا حکم بے سمجھ صغیر لڑکے جیسا ہے یعنی صغیر بے سمجھ لڑکا اگر خود احرام باندھے تو صحیح نہیں ہے ---------- ان کی طرف سے ان کا ولی احرام کی نیت سے تلبیہ کہے تو وہ محرم ہو جائیں گے اور ان کو محظورات احرام سے بچاتا رہے اگر کوئی محظور ان صغیر یا مجنون سے ہو گیا تو جزا وغیرہ کچھ لازم نہ ہوگی نہ ان دونوں پر نہ ولی پر"

(ب) علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے بدائع الصنائع میں واجبات حج کے ترک کے متعلق مطلقاً یہ ضابطہ بیان فرمایا کہ اگر واجبات حج میں سے کوئی واجب کسی عذر سے ترک ہو جائے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں جبکہ دوسرے فقہاء کرام رحمہم اللہ بھی اس شرط کے ساتھ عدم وجوب دم کے قائل ہیں کہ جس عذر سے ترک واجب ہوا ہو وہ عذر قدرتی اعذار میں سے ہو، من قبل العباد (بندے کی طرف سے) نہ ہو، زبدۃ المناسک صفحہ نمبر ۳۴۵ میں اس سلسلے میں ضابطہ یوں درج کیا گیا ہے:

"ضابطہ: اور جو واجبات حج یا عمرہ میں سے کسی کا ترک عذر سے ہو تو کچھ جزا لازم نہیں ہوتی لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ جو عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور جو عذر مخلوق کی طرف سے ہو تو یہ عذر معتبر نہیں"

لہٰذا ان باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص کسی قدرتی عذر کے باعث بذات خود رمی کرنے سے شرعاً معذور ہو اگر رمی کے آخری وقت تک باوجود کوشش وجدوجہد کے اسے نائب میسر نہ آیا، یا اس شخص پر کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسی حالت طاری ہو کہ اس میں نائب بنانے کی قدرت ہی

Scanned by CamScanner

دیا (مثلاً بیماری ہو) اور رمی کے آخری وقت تک یہ حالت اس پر طاری رہی ہو جس کی وجہ سے
اسے دوبارہ کرانے پر بھی قدرتی اعذار نہیں اس لئے اس بنا پر اگر کسی سے رمی ترک ہو گئی ہو تو
دوسری بات قاعدہ کا تقاضا ہے کہ اس پر اس ترک واجب کی وجہ سے کوئی جزا (دم وغیرہ) لازم نہ ہو۔
اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے پیدل چلنے پر قدرت نہ رکھنے
والے کے حق میں سواری نہ ملنے کو شرعاً عذر معتبر قرار دیکر اس سے بذات خود رمی کرنے کا
وجوب ساقط کر دیا اور اس ترک واجب کی وجہ سے اس پر کوئی جزا لازم نہیں آتی اس کا تقاضا بھی
یہ ہے کہ یہاں بھی ترک رمی کی وجہ سے جزا لازم نہ ہو، نیز اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ
حلق یا قصر بھی واجبات حج میں سے ہے لیکن جب حلق یا قصر میں کوئی عذر ہو تو یہ دونوں بغیر کسی
جزا کے ساقط ہو جاتی ہیں جیسا کہ زبدۃ صفحہ نمبر ۱۹۴ میں ہے:

"اگر بسبب زخموں کے استرہ نہ چل سکے اور بال بھی اتنے قدر نہ ہوں جو کترائے جائیں تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور مثل منڈانے والے کے حلال ہو جائیگا مگر اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص آخر ایام نحر تک کہ بارہویں تاریخ ہے حلال ہو (فائدہ) کیونکہ جب حلق اور قصر متعذر ہوں تو بعد رمی کے احرام سے حلال ہو جائیگا اور یہ دونوں اس سے ساقط ہو گئیں اس لئے کہ یہ ترک واجب عذر کی وجہ سے ہوا ہے"

وفي غنية الناسك: ۱۷۳

"وإن تعذرا جميعا بأن يكون شعره قصيرا أو برأسه قروح لا يمكنه الحلق سقطا عنه وحل بلا شيء الخ"

وفي مناسك ملا علي القاري: ۲۲۹

"وإن تعذرا جميعا لعلة في رأسه بأن يكون شعره قصيرا، أو برأسه قروح يضره الحلق، (سقطا عنه وحل بلا شيء) أي بلا وجوب دم عليه، لأنه ترك الواجب بعذر، كما صرح به في البحر الزاخر. (والأحسن أن يؤخر) هذا الشخص، (الإحلال إلى آخر أيام النحر) أي إن كان يرجو زوال العذر (وإن لم يؤخره فلا شيء عليه) لحلول وقته، وتحقق عذره، وتوهم زواله.

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

وفي ردالمحتار: ٢/٥١٦

" قوله وإلا سقط أي وإن لم يمكن إجراء الموسى عليه ولا يصل إلى تقصيره سقط عنه وحل بمنزلة من حلق والأحسن له أن يؤخر الإحلال إلى آخر الوقت من أيام النحر ولا شيء عليه إن لم يؤخر "

وفي الهندية: ١/٢٣١

" قال محمد رحمه الله تعالى لوكان برأسه قروح لا يستطيع معها ان يمر الموسى على رأسه ولا يصل إلى تقصيره فقد حل بمنزلة من حلق لأنه عجز عن الحلق والتقصير فسقط عنه والأحسن له أن يؤخر الاحلال إلى آخر الوقت من أيام النحر و إن لم يؤخر لا شيء عليه "

وقال في بدائع الصنائع: ٢/١٣٤

"وإذاكان واجبا فإن تركه لعذرفلا شيء عليه وإن تركه لغير عذر لزمه دم لأن هذا حكم ترك الواجب في هذا الباب"

وقال في الشامية: ٢/٥٥٣

" قال في الفتح عن البدائع وهذا حكم ترك الواجب في هذا الباب اه أي أنه إن تركه بلا عذرلزمه دم وإن بعذرفلاشيءعليه مطلقاوقيل فيما ورد به النص فقط وهذا بخلاف مالوارتكب محظوراكاللبس والطيب فإنه يلزمه موجبه ولو بعذركما قدمناه أول الباب."

وايضا فيها: ٢/٥٤٤

" ثمة يستثنى من الإطلاق المار في وجوب الجزاء ما في اللباب:لوترك شيئا من الواجبات بعذر لا شيء عليه ما في البدائع وأطلق بعضهم وجوبه فيها إلا فيما ورد النص به وهي ترك الوقوف بمزدلفة وتأخير طواف الزيارة عن وقته وترك الصدر للحيض والنفاس وترك المشي في الطواف والسعي وترك السعي وترك الحلق لعلة في رأسه اه لكن ذكر شارحه ما يدل على أن المراد بالعذر ما لا يكون من العباد حيث قال عند قول اللباب: ولو فاته الوقوف بمزدلفة بإحصار فعليه دم هذا غير ظاهر لأن الإحصار من جملة الأعذار إلا أن يقال إن هذا مانع من جانب المخلوق فلا يؤثر "

Scanned by CamScanner

وفي غنية الناسك: ص ١١٢

"أما ترك الواجبات بعذر فلا شيئ عليه ثم مدارهم بالعذرما يكون من الله تعالى فلو كان من العباد فليس بعذر (الى قوله) وهذاظهر وجه قولهم ولوند به بعيره فأخرجه من العرفة قبل الغروب لزمه دم وكذا لو ند بعيره فتبعه لأخذه لأن العذر فيه من قبل المخلوق فلا يسقط به الدم"

یہاں کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے حلق یا قصر کے حق میں نائی نہ ملنے یا استرہ نہ ملنے کو معتبر عذر قرار نہیں دیا، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص نائی نہ ملنے یا استرہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ واجب ترک کر دے اور ایام نحر سے مؤخر کر دے تو اس صورت میں بھی دم واجب ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ رمی کے واسطے نائب نہ ملنا عذر معتبر نہ ہو اور اس صورت میں جزا لازم ہو۔

لیکن یہ شبہ اس وجہ سے درست معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بہ ذات خود رمی کی استطاعت نہ ہو تو بذریعہ نائب رمی کرانا واجب ہے پھر جب نائب نہ ملا تو اس میں بھی عدم استطاعت ظاہر ہوئی لہٰذا نائب نہ ملنے کی صورت میں اس واجب کا ترک ہونا عذر کے باعث ترک واجب ہوا جو عدم موجب دم ہے اسکے برخلاف حلق کے واسطے نائی و استرہ لازم و واجب نہیں بلکہ فقہاء کرام نے اسکے اور کئی متبادل طریقے لکھے ہیں مثلاً زبدۃ المناسک صفحہ نمبر ۱۹۴ میں ہے:

"چونا یا کسی اور چیز سے بال دور کر دے یا اکھاڑ دے یا لڑنے میں اکھڑ جائیں تو کافی ہے"

معلوم ہوا کہ نائی یا استرہ نہ ملنے کی صورت میں عدم استطاعت حلق یا قصر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ اس واجب کی ادائیگی کے واسطے دوسرا متبادل انتظام ہو سکتا ہے مثلاً نائی نہ ملنے کی صورت میں خود حلق کر کے حلال ہو جائے اور استرہ نہ ملنے کی صورت میں چونا وغیرہ سے بال دور کر لے پس جب عدم استطاعت ظاہر نہیں ہوئی تو شرعاً یہ عذر بھی معتبر نہیں ہوا، جبکہ بذریعہ نائب رمی کے واسطے نائب نہ ملنے کی صورت میں رمی متعذر کی ادائیگی کے لئے اور کوئی متبادل صورت اس معذور کے واسطے موجود نہیں اس لئے نائی یا استرا

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

نہ ملنے کو فقہاء کرام رحمہم اللہ کا حلق کے حق میں عذر معتبر قرار نہ دینا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ صورت مذکورہ میں رمی کے واسطے نائب نہ ملنا عذر معتبر نہ ہو۔

في ردالمحتار:۲/۵۱۶

" ولو لم يكن به قروح لكنه خرج إلى البادية فلم يجد آلة أو من يحلقه لا يجزئه إلا الحلق أو التقصير وليس هذا بعذرفتح لأن إصابة الآلة مرجوة في كل ساعة بخلاف برء القروح ولأن الإزالة لا تختص بالموسى أفاده في البحر "

وفي الهندية:۱/۲۳۱

" وإن لم يكن به قروح ولكنه خرج إلى بعض البادية ولا يجد موسى أو من يحلقه فلا يجزئه إلا الحلق أو التقصير وليس هذا بعذر كذا في محيط السرخسي"

(ج) محض ہجوم و ازدحام قدرتی عذر نہیں ہے نیز وقوف مزدلفہ کے علاوہ محض ہجوم و ازدحام کو شرعاً معتبر عذر نہیں مانا گیا اس لئے محض ازدحام کی وجہ سے نہ ترک رمی جائز ہے اور نہ ہی بذریعہ نائب رمی کرانا جائز ہے اس صورت میں اگر رمی نہیں کریگا تو جزا لازم ہوگی لیکن چونکہ مرمیٰ محدود ہے وقتِ رمی بھی متعین و محدود ہے جبکہ حجاجِ کرام کی تعداد میں ہر سال تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جسکے باعث عدم گنجائش کی وجہ سے کئی سال سے قیامِ منیٰ کے لئے بعض خیمے مزدلفہ اور مکہ مکرمہ کی حدود میں بھی لگائے جارہے ہیں، وہاں کے ایک ذمہ دار سول انجنئر دکتور عمر سراج عمر ابو رزیزہ نے "حلول مقترحة لتخفيف حدة الزحام في مناسك الحج" کے نام سے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے، لھٰذا ہجوم و ازدحام کی وجہ سے اگر کسی وقت ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ باوجود کوشش کے کوئی شخص وقتِ قضا تک بھی جمرات تک نہ پہنچ سکے اور نہ اس کے لئے کوئی نائب دستیاب ہو اور اس سے ترکِ رمی ہو جائے تو اگرچہ یہاں بھی عدم استطاعتِ رمی کی وجہ سے ہی رمی رہ گئی ہے جسکا تقاضا یہ ہے کہ عذر کے باعث ترک واجبات حج کے مذکورہ بالا قاعدہ کی بنا پر اس صورت میں بھی عدم وجوب جزا کی گنجائش ہو، خصوصاً اس لئے بھی کہ صاحب بحر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے عورتوں کے واسطے ترکِ وقوف

Scanned by CamScanner

مزدلفہ پر قیاس کرتے ہوئے ہجوم وازدحام کی وجہ سے ترک رمی کی صورت میں عدم وجوب دم کا رجحان ظاہر فرمایا:

في البحر الرائق: ٣٧٦/٢

" وقد قدمنا أن المرأة لو تركت الوقوف بالمزدلفة لأجل الزحام لا يلزمها شيء فينبغي أنها لو تركت الرمي له لا يلزمها شيء والله سبحانه أعلم"

لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ اس صورت میں بھی دم دیدے، تاہم اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے دم نہ دے سکے تو ان شاء اللہ تعالیٰ رب کریم کی ذات سے عدم مؤاخذہ کی امید ہے؛ کیونکہ ہماری ذکر کردہ صورت میں شخص مذکور نے اپنے اختیار سے رمی کو ترک نہیں کیا بلکہ اسی کی کوشش میں تھا کہ وقت رمی نکل گیا جسکے باعث اسکے واسطے اب رمی ممکن نہیں رہی، اور واجبات حج کے سلسلے میں ایسی نظیریں ملتی ہیں کہ اگر ہجوم وازدحام کے باعث بھی رکاوٹ پیدا ہو کر کوئی واجب اس طرح ترک ہو جائے جسکا ملنا ممکن نہ ہو تو بغیر کسی جزا واجب ہوئے وہ واجب خود ساقط ہو جاتا ہے مثلاً اسکی ایک نظیر یہ ہے کہ وقوف عرفہ نویں ذوالحجہ کو دن کے وقت کرنا واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص ہجوم وازدحام کے باعث دن کو نہ پہنچ سکے اور دسویں کی رات کو کسی وقت وقوف کرلے تو اس ترک واجب کی وجہ سے اس پر کوئی جزا لازم نہیں آتی، دوسری نظیر یہ ہے کہ وقوف مزدلفہ جو کہ واجب ہے اگر ایسی حالت میں ترک ہو جائے کہ ہجوم وازدحام کے باعث آدمی باوجود کوشش کے بھی وقت وقوف تک مزدلفہ نہ پہنچ سکے تو غنیہ وغیرہ کتب مناسک میں ہے کہ یہ واجب اس سے ساقط ہو جائیگا اور کوئی جزا بھی لازم نہیں آئیگی، مثلاً زبدۃ المناسک صفحہ ۱۸۱ میں ہے:

"کسی کو وقوف عرفہ آخر رات میں ملا پھر عرفات سے لوٹ کر آنے میں آفتاب کے نکلنے سے پہلے مزدلفہ میں نہیں پہنچ سکا تو یہ واجب اس پر سے ساقط ہوگا بغیر کسی چیز کے لازم ہوئے"

قال في الغنية: ص: ٧٩

"واما من لم يمكنه هذا الوقوف بأن ادرك الوقوف بعرفة في اخر وقته فلم يمكنه الوصول الى مزدلفة قبل طلوع الشمس فينبغي أن يسقط عنه بلا شئ كما يسقط عنه وقوف عرفة

Scanned by CamScanner

عمارا ولم أر من تعرض لذالک ولکنه قياس ظاهر لا ينكره ما هو لأن كل واحد منهما واجب و عذرهما واحد" ــــــــــــــــــــــــــ والله اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

(التصدیق)

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۴ ذی قعدہ ۱۴۳۱ھ

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۰ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۵/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۵/۱۱/۱۴۳۱ھ

مفتی

دار العلوم کراچی

دار الافتاء

نمبر ۱۱/۱۳۰۸

مورخہ ۵/۱۱/۳۱ھ

دار العلوم کراچی

نائب مفتی

دار العلوم کراچی